112143 ـ میت کے گھر قرآن خوانی کا اجتماع کرنا

سوال

کچھ علاقوں میں ایك عادت پائی جاتی ہے کہ جب کوئی شخص فوت ہو جائے تو میت کے گھر میں لوگ بلند آواز سے قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں اور ٹیپ ریکارڈ پر بھی تلاوت لگائی جاتی ہے، اس عمل کا حکم کیا ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

بلاشك و شبہ یہ عمل بدعت ہے، كیونكہ رسول كریم صلی اللہ علیہ وسلم كے دور میں یہ عمل نہیں تھا، اور نہ ہی صحابہ كرام كے دور میں پایا جاتا تھا.

قرآن مجید كا پڑھنا اور تلاوت كرنا اس وقت غم كم كرتا ہے جب انسان خود خاموشی سے تلاوت كرے، نہ كہ جب وہ لاؤڈ سپیكر میں بلند آواز سے جسے ہر انسان سنے حتی كہ جو كھیل رہے ہیں اور اپنے كاموں میں مشغول ہوں، آپ دیكھیں گے كہ وہ ان آلات كو سن رہے ہیں، گویا كہ وہ اس قرآن كے ساتھ لہو میں مشغول ہیں اور مذاق كر رہے ہیں.

پھر میت كے گھر والوں كا تعزیت كے لیے آنے والوں كا استقبال كرنا بھی ایسے امور میں شامل ہوتا ہے جو نبی كریم صلی اللہ علیہ وسلم كے دور میں معروف نہ تھا، حتی كہ بعض علماء تو اسے بھی بدعت قرار دیتے ہیں.

اس لیے ہماری رائے میں تو میت كے اہل و عیال كو تعزیت وصول كرنے كے لیے جمع نہیں ہونا چاہیے، بلكہ وہ اپنے گھر كے دروازے بند كر لیں، اور جب انہیں كوئی بازار میں ملے یا پھر ان كا كوئی جاننے والا بغیر وعدہ اور تیار كردہ ملاقات كے لیے آئے اور اس سے بغیر دروازہ كھولے تعزیت وصول كریں تو اس میں كوئی حرج نہیں.

لیكن ان كا اكٹھے ہونا اور آنے والوں كے استقبال كے لیے دروازے كھلے ركھنا نبی كریم صلی اللہ علیہ وسلم كے دور میں معروف نہ تھا، اور جیسا كہ معروف ہے ماتم اور نوحہ كرنا كبیرہ گناہوں میں شامل ہوتا ہے؛ كیونكہ نبی كریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نوحہ كرنے اور نوحہ سننے والی پر لعنت فرمائی ہے:

" اگر نوحہ كرنے والی اپنی موت سے قبل توبہ نہ كرے تو وہ روز قیامت اس حال میں اٹھےگی كہ اس كو گندھك كی قمیص اور خارش زدہ درع پہنائی گئی ہو گی "

اللہ تعالی ہمیں عافیت میں ركھے.

اس لیے مسلمان بھائیوں کو میری نصیحت ہے کہ وہ اس طرح کی بدعات اور نئے ایجاد کردہ امور ترک کر دیں؛ کیونکہ اس کا ترک کرنا ہی ان کے لیے اللہ کے ہاں زیادہ بہتر ہے، اور پھر یہ میت کے لیے زیادہ بہتر ہے؛ اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے کہ میت کے گھر والوں کے رونے اور نوحہ کرنے کی بنا پر میت کو عذاب ہوتا ہے، یعنی وہ اس نوحہ اور رونے سے تکلیف اور اذیت محسوس کرتی ہے، اگرچہ فاعل کی سزا نہیں دی جاتی.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور کوئی بھی جان کسی دوسرے کا گناہ نہیں اٹھاتی **الانعام** (164).

عذاب یہ لازم نہیں کہ یہ سزا ہے، کیا آپ کے سامنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نہیں ہے:

" سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے "

حالانکہ سفر سزا نہیں ہے، بلکہ تکلیف و الم اور غم وغیرہ عذاب شمار کیا جاتا ہے، اور لوگوں کے کلمات اور قول میں یہ شامل ہے:

میرے ضمیر نے مجھے عذاب میں ڈال رکھا ہے.

یہ اس وقت کہتے ہیں جب اسے غم اور شدید قسم کی پریشانی لاحق ہو.

حاصل یہ ہوا کہ:

میں اپنے بھائیوں کو نصیحت کرتا ہوں اس طرح کی عادات تو انہیں اللہ کے نزدیک کرنے کی بجائے اور دور ہی کرینگی، اور ان کی موت کے ساتھ عذاب زیادہ ہو گا " انتہی

فضيلة الشيخ محمد بن عثيمين .